مولای صل وسلم دائما ابدا　　درسِ حدیث　　علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندوں سے بھی حقوق العباد معاف کرانا ضروری ہیں

جس کے ذمّہ لوگوں کا حق ہوتا نبی علیہ السلام اُس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے

مالِ غنیمت جب تک تقسیم نہ ہو جائے کوئی اُس سے کچھ نہیں لے سکتا

اِسلام نے سب سے پہلے فلاحی مملکت قائم کی

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 58 سائیڈ B 1986 - 05 - 09)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرتِ باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا ہے یَا ابْنَ آدَمَ اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ اے اِنسان جب تک تو مجھ سے دُعاء مانگتا رہے گا اُمید قائم رکھے گا تو میں تجھے بخشتا رہوں گا عَلٰی مَا کَانَ فِیْکَ (چاہے) تجھ میں جو بھی کمی ہو وَلَا اُبَالِیْ اور مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔ یہ کسی چیز کی پرواہ نہ ہونا ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ میرے لیے کوئی کام مشکل نہیں کوئی کام کوئی وزن نہیں رکھتا میں بے پرواہ ہوں جو چاہوں کروں اِختیارات بھی قدرت بھی بے نیازی بھی تمام چیزیں ظاہر ہوتی ہیں ''وَلَا اُبَالِیْ'' کے لفظ سے۔

یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ اے اِنسان! اگر تیرے گناہ اِتنے زیادہ ہو جائیں کہ عَنَانَ السَّمَآءِ

آسمان کی طرف جو بادل ہیں وہاں تک پہنچ جائیں ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ پھر تو مجھ سے اُن کی معافی چاہے تو غَفَرْتُ لَكَ[1] میں بخش دُوں گا۔اَور بخشنے میں ایسی چیزیں آجاتی ہیں کہ جن کا تعلق دُوسرے بندوں سے ہو، حدیث شریف میں آتا ہے مثال کے طور پر کہ اگر کسی آدمی پر قرض ہے تو وہ قرض اُسے اَدا کرنا پڑے گا چاہے دُنیا میں خود اَدا کر دے چاہے وصیت کر جائے اَور اگر نہیں اَدا کیا ہے تو قیامت میں اَدا کرنا پڑے گا۔وہ شہید کا بھی معاف نہیں، (اس کے علاوہ دُوسرے) گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ اَلسَّیْفُ مَحَّاءٌ لِّلذُّنُوْبِ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یہ تلوار جو ہے یہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے صاف کر دیتی ہے اَور کہیں آتا ہے کہ کَفٰی بِبَارِقِ السَّیْفِ مَحَّاءً لِّلذُّنُوْبِ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وہ جو تلوار کی چمک ہے وہ گناہوں کو معاف کرنے کے لیے کافی ہے، اِس طرح کے اِرشادات موجود ہیں۔

تو کئی طرح کا جہاد ہے جو جہاد ہی شمار ہوتا ہے مگر سب سے اعلیٰ درجہ اُس کا ہے کہ جو تبلیغِ اسلام کے لیے ہو دفاعی جہاد بھی ہوسکتا ہے وطن کے دفاع کا بھی ہوسکتا ہے اُس میں جو مارے جائیں گے وہ بھی شہید ہی ہوں گے پھر سب سے اعلیٰ اَور افضل وہ ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا اِس لیے لڑ رہا ہے کوئی آدمی کہ اللہ کے کلمے کی سر بلندی ہو اِس لیے جان دے رہا ہے اَور لے رہا ہے یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ مارتے بھی ہیں مارے بھی جاتے ہیں۔تو ہے یہ بات کہ جب اِنسان میدانِ جہاد میں ہو خدا کے لیے تو اگرچہ تلوار اپنے کو نہ بھی لگے مگر اُس کی چمک بھی بڑی چیز ہے اَور اگر اپنے کو لگ رہی ہے تو جس وقت اپنے اُوپر آتی ہوئی دیکھ رہا ہے تلوار وہ لمحہ جو ایک سیکنڈ سے بھی کم ہوتا ہے وہ کیسے گزرتا ہے اَور کیا کیفیت بدن میں پیدا کر جاتا ہے وہ بس کافی ہے گناہوں کو مٹانے کے لیے۔

وضاحت کے ساتھ یا بغیر وضاحت حقوق العباد بندوں ہی سے معاف کرانا ہوں گے :

لیکن قرض تو رہتا ہے اَور جیسے قرض رہتا ہے ویسے ہی حقوق بھی رہتے ہیں یعنی کسی کو گالی دی وہ حق باقی رہے گا کسی پر اِلزام لگایا وہ باقی رہے گا کسی طرح کی بھی حق تلفی کسی دُوسرے آدمی کی کی ہو تو وہ اُس آدمی سے معافی لینی پڑتی ہے چاہے واضح کرے اَور معافی چاہے، چاہے واضح نہ کرے اَور معافی چاہے دونوں طرح ہوسکتا ہے۔وضاحت نہیں کرتا کہتا ہے کہ آپ کے حق میں تقصیرات ہوتی رہی ہیں وہ معاف کرالیتا ہے اُس سے

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۴

تو وہ بھی ٹھیک ہے اِس سے بھی بہت سی چیزوں کی معافی ہوسکتی ہے۔ دُوسری شکل یہاں جو آرہا ہے کہ تیرے گناہ پہنچ جائیں بادلوں تک پھر تو مجھ سے معافی چاہے۔

تو گناہوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ گناہوں کی ایک قسم وہ ہے کہ جو اِنسان اَور خدا کے درمیان غلطیاں نافرمانیاں اِس قسم کی کہ جن کا تعلق اِس بندے اَور خدا کے ساتھ ہے بس۔

جانوروں سے بھی زیادتی نہیں کی جاسکتی :

اَور دُوسری غلطیاں اُس قسم کی ہیں کہ جس میں کوئی اَور مخلوق بھی شامل ہورہی ہو۔ مخلوق اِس لیے کہہ رہا ہوں کہ جانوروں تک کا یہ ہے کہ اُن کے ساتھ بھی زیادتی نہیں کرسکتے وہ بھی منع آیا ہے اَور اِتنی مکمل تعلیم کسی دین میں نہیں ہے جتنی اِسلام میں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں معاف کردُوں گا اگر اِستغفار کیا وَلَا اُبَالِیْ . اور لَا اُبَالِیْ کا مطلب یہ ہے کہ تیرے ذمّہ جو حقوق ہیں اُن کو اَدا کرنا ایک کام ہے یہ میں اَدا کردُوں گا اگر خداوندِ کریم کی کسی بندے پر نظر رحمت ہوجائے تو پھر یہ فیصلہ ہوگیا کہ اِس کو بخشنا ہی ہے اَور جب اللہ تعالیٰ کسی کو بخشتے ہیں تو پھر جن لوگوں کے حقوق ہیں اُس کے ذمّہ اُن کے حقوق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اَدا فرمادیتے ہیں اُس آدمی کو جس کا حق ہے جس کا قرضہ ہے اُس کو قیامت کے دن وہاں اِتنا دے دیا جائے گا کہ وہ خوش ہوجائے اَور اِسے معاف کردے، دینا بہرحال ہوگا اُس کا حق مارا کہیں نہیں جائے گا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ذرّہ کے برابر بھی اللہ تعالیٰ زیادتی نہیں فرماتے تو وہ تو ملے گا اُسے ضرور جس کا حق ہے لیکن جس پر حق ہے اُس کی مدد کیسے ہو؟ اُس کی مدد اِس طرح پر ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اُس دُوسرے آدمی کو راضی کریں گے کہ تو اِتنا لے لے اگر وہ کہے گا نہیں تو اَور دیں گے پھر کہے گا نہیں پھر اَور دیں گے حتّٰی کہ وہ کہے گا ٹھیک ہے اِس طریقے پر ہوگا۔

تو یہ لَا اُبَالِیْ کے جملہ سے مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہوں کہ جب میں بخشنا چاہوں کسی کو تو بخش ہی دیتا ہوں اَور کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ جو لوگ ہیں جن کے حقوق ہیں اللہ اُن کے حقوق کا بھی ذمّہ لے لیتا ہے کہ وہ میں اَدا کردُوں گا اَور میں دے دُوں گا اُس کو۔[1]

---

[1] مگر اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت کس پر ہوتی ہے اِس کا علم دُنیا میں نہیں ہوسکتا موت کے بعد ہی پتہ چلتا ہے اِس لیے خطرہ کی چیز ہے لہٰذا مرنے سے پہلے ہی معاملہ صاف کرالینا چاہیے۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

نبی علیہ السلام مقروض کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے :

ایک دفعہ ایسے ہوا کہ ایک صحابی کا جنازہ لایا گیا پوچھا کہ قرض ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا هَلْ تَرَكَ وَفَاءً لِّدَيْنِهٖ اِس نے چھوڑا ہے کچھ کہ قرض اَدا ہو جائے؟ تو صحابہ کرامؓ میں سے اُن کے وارِثوں نے جواب دیا کہ نہیں اِس کے پاس تو کچھ نہیں تھا۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز پڑھ لو اِس کی۔ لیکن ایک صحابی اَور تھے اُنہوں نے کہا کہ جناب نماز پڑھا دیں اِس کی وَعَلَیَّ دَيْنُهٗ [1] اِس کا قرض جو ہے وہ میں اَدا کر دُوں گا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس کی نماز پڑھا دی۔

نبی علیہ السلام نے صحابہؓ کی اصلاح فرما کر جہالت کی عادتیں ختم کرا دیں :

گویا آپس میں جو اُن کا طریقہ تھا (جو زمانۂ جاہلیت سے) پُرانا چلا آ رہا تھا کسی سے کوئی کام کرا لیا مزدُوری نہیں دی کوئی اُدھار لے لیا اَور کہہ دیا کہ اَب جو مانگے گا دیکھا جائے گا ہمت ہے تو لے کر دکھائے ہم سے، دیکھتے ہیں کیسے لیتا ہے یہ ہم سے وغیرہ یہ جہالت کی چیزیں تھیں جیسے غنڈہ گردی ہو ایک طرح کی یہ اُن میں بڑے بڑے لوگ کیا کرتے تھے۔ یہی عاص تھا عاص ابنِ وائل سہمی، حضرتِ خباب رضی اللہ عنہ یہ زمانۂ ابتدائے اِسلام میں بھی لوہار تھے لوہے کا کام کیا کرتے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو اُس نے آرڈر دیا اَور بنا کے اُنہوں نے پہنچا دی چیزیں، پیسوں کا تقاضا کیا تو اَکڑ گیا ٹلاتا رہا پھر کہنے لگا کہ لَآ اُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ میں تمہیں اُس وقت دُوں گا جب تم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دو اُن کی نبوت کا اِنکار کرو تو میں دُوں گا یعنی جو تم ایمان لائے ہو اِس سے ہٹو۔ اُنہوں نے کہا کہ نہیں لَآ اَكْفُرُ حَتّٰى تَمُوْتَ ثُمَّ تُبْعَثَ نہیں میں اسلام پر جما رہوں گا کفر پر نہیں آؤں گا اِنکار نہیں کروں گا اُن کی نبوت کا حتّٰی کہ تو مرے اَور تو دوبارہ زندہ ہو قیامت کے دن۔ وہ بہت ہوشیار تھا حاضر دماغ حاضر جواب تھا کہنے لگا جب قیامت کے دن زندہ ہوں گا فَسَاُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا [2] وہاں پھر میرے پاس مال بھی ہوگا اَولاد بھی ہوگی وہاں دے دُوں گا تمہیں، نہیں دِیے پیسے، بڑے بڑے شریف لوگ جو کہ سردار تھے اَور سرداروں میں یہ بد دماغی، بد معاملگی، نہ دینا، لے لیے دِیے ہی نہیں یہ عام تھیں اِس طرح کی چیزیں [3] رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بہت زیادہ

---

[1] بخاری شریف ج ۱ ص ۳۲۳ [2] بخاری شریف ج ۱ ص ۲۸۱ و ۳۰۴

[3] اِسی طرح کے کام آج کل غریب مسلمانوں کو قادیانی، عیسائی، آغا خانی بنانے کے لیے این جی اَوز کر رہی ہیں۔

تنبیہ کی کہ یہ عادتیں چھوڑو کسی کی ایک پائی بھی ہے تو دینی پڑے گی۔

تقسیم سے پہلے اپنے طور پر مالِ غنیمت سے کوئی نہیں لے سکتا :

مالِ غنیمت میں سے ایک صاحب نے کچھ لے لیا کوئی چیز کسی طرح کی عام معمولی چیز تو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ یہ تو جائز ہی نہیں ہے۔ تو کوئی چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی ہو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جائے اُس وقت تک وہ ایک آدمی کی نہیں ہوسکتی اگر ایک آدمی اُس میں سے کوئی چیز لے لیتا ہے تو اُس نے سب کی خیانت کی۔ تو واقعات اِس طرح کے گزرے ہیں ایسے عجیب کہ جن سے صحابہ کرامؓ ڈر گئے۔

مالِ غنیمت میں خیانت کا وبال :

ایک صاحب تھے رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ کسا کرتے تھے وہ خادم تھے یا غلام تھے بہرحال وہ کجاوہ کس رہے تھے یا کیا کررہے تھے؟ اچانک ایک تیر لگا آکر ایسے کہ اُن کا انتقال ہوگیا۔ اَب لوگوں نے کہا هَنِيْئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ اِس کے لیے شہادت مبارک ہو۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے واقفیت جو دِلا دی ہے اُس کی بناء پر اِن میں موت کا ڈر ختم ہوگیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہے كَلَّا اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِىْ غَلَّهَا لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا [1] یہ جو اِس نے چادر کوئی لے لی تھی وہ اِس نے خیانت کی تھی تقسیم نہیں ہوئی تھی وہ تقسیمِ مال کے بغیر اُس سے پہلے ہی اِس نے وہ چُرالی تھی چھپالی تھی وہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اِس کے اُوپر آگ بن کر جل رہی ہے لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا تو پھر پتا چلا دیکھا تلاش کیا تو واقعی اُس کے پاس ایسی چیز تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِس کے ساتھ یہ معاملہ ہورہا ہے۔

جب یہ اعلان فرمایا تھا آپ نے تو اُس وقت ایک صاحب کوئی چیز لے آئے کہ یہ جناب ذرا سی چیز ہے۔ ایک اَور صاحب تھے وہ تسمہ لے آئے جوتے کا ایک تھا یا دو تھے تسمے، تو آپ ﷺ نے دونوں کو یا یہ فرمایا یا یہ فرمایا۔ اگر ایک تھا تو شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ یا فرمایا شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ وہ جوڑا تھا اگر تو اُس کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ تو جہنم کے ہیں، تو بالکل خیانت نہیں کرسکتا مالِ غنیمت میں، سوئی بھی نہیں لے سکتا اُس سے ، جب تقسیم ہوجائے بس پھر ٹھیک ہے پھر تمہارے حصّے میں جو چیز آئی وہ بالکل حلال ہے اَور بابرکت بھی ہے ورنہ یہ حال ہے کہ وہ نار ہے آگ ہے وہ۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۴۹

صداقت ودیانت ...... بگڑے ہوئے سدھر گئے :

تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُن لوگوں کو زمانۂ جاہلیت کی چیزوں سے نکال لیا آخرت اُن کے سامنے رہتی تھی اَور کوئی بد دیانتی اُن کے اَندر نہیں رہی اَدنی سے اَدنی بد دیانتی بھی نہیں رہی سوئی کے بھی وہ رَوادار نہیں رہے کسی حقیر چیز کو بھی اِدھر سے اُدھر کر دیں اُدھر سے اِدھر کر دیں نہیں، یہ اِدھر ہی رہے گی اِدھر سے اُدھر نہیں جاسکتی حالانکہ حقیر ترین چیز ہے۔ تو بڑی چیز کا تو کہنا ہی کیا ہے؟ اَور یہی صحابۂ کرامؓ ہیں کسریٰ کا محل یہ دریا پار بھی تھا اَور اِدھر بھی تھا بغداد کی طرف جب وہ فتح ہوا ہے تو بڑی بڑی سونے کی بہت بڑی چیزیں ایک صاحب لائے ، لاکر حضرتِ سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیں اِتنی بڑی بڑی قیمتی چیزیں کسی نے اُن میں سے ایک چیز بھی نہیں لی جواہرات میں سے ایک دانہ بھی نہیں لیا۔

خدائی نصرت ...... دریا میں گھوڑے اُتار دیے :

خدا کی نصرت اُن کے ساتھ تھی اِسی لیے وہ دریا پار کیا ہے۔ اَور دریا میں طغیانی تھی وہ لوگ غافل تھے کہ طغیانی میں بغداد کے اس طرف تو آ ہی نہیں سکتے۔ تو صحابہؓ نے غور کیا غور کرتے رہے دُعاء کرتے رہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پھر اُن کے ذہن میں یہی آیا کہ ایسے کرو اِسی دریا ہی میں چلو وہ چلے گھوڑے بھی تیرے اُن کے، اَور گھوڑا ایسا تیرنے والا جانور نہیں ہے کہ بیٹھا رہے سوار اَور سامان بھی لدا رہے اَور وہ تیرتا بھی رہے، تھوڑا تو تیر لیتا ہے اَور بھینس خوب تیر لیتی ہے گھوڑا نہیں تیر سکتا اِس طرح سے اِتنا وقت۔ وہ دریا گہرا تھا جہاں گہرا تھا وہاں بھی اللہ نے اُس کو گہرا نہیں رکھا اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے آسان فرما دیا اَور کسی کا کوئی سامان گُم نہیں ہوا۔

کامل اطاعت کی برکت، دُشمن ڈر گیا اَور ہتھیار ڈال دیے :

ایک آدمی کا ایک پیالہ گُم ہوگیا اُسے لوگوں نے کہا کہ یہ کیوں گُم ہوا ہے تیرا پیالہ؟ کیا وجہ ہے جو گُم ہوگیا؟ اُس نے کہا کہ میں نے کوئی نافرمانی خدا کی نہیں کی ہے اَور مجھے اُمید ہے کہ مل جائے گا پھر وہ پیالہ بھی مل گیا۔ وہ کسی جھاڑی میں اَٹک گیا تھا اِن لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ یہ (طوفان کے باوجود دریا پار کر کے) اِدھر آرہے ہیں تو ہتھیار ہی ڈال دیے کوئی لڑا بھی نہیں اِن سے اَور ایسے لوگوں سے لڑا بھی نہیں جاسکتا۔

تو اُن لوگوں میں دیانتداری اِتنی آ گئی اَور پہلے وہ حال تھا کہ رسول اللہ ﷺ مقروض پر نماز نہیں پڑھتے تھے لیکن جب ذہن نشین ہوگیا مسئلہ اَور اہمیت لوگوں کے سامنے آ گئی کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہوں اَور اِنکار کردیں نماز پڑھنے سے اُس کی یہ تو اُن کے لیے سب سے بڑے اَلَم کی بات ہے دُکھ کی بات ہے اُس کے بعد تو کوئی اِس طرح سے ہوا نہیں ہوگا قصہ خود بخود بھی نہیں ہوا ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے اشارے پر چلتے تھے وہ ایسی چیز کے بعد کہاں ایسا کر سکتے تھے تو عادت ٹھیک ہوگئی۔

سب سے پہلی فلاحی مملکت :

ایک دَم جب ٹھیک ہوگئے اَور اِدھر رسول اللہ ﷺ کے پاس مالِ غنیمت بھی آیا بیت المال میں تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اَب جس کا انتقال ہوجائے تو میں اُس کی نماز پڑھ دُوں گا اَور اگر کوئی بچے چھوڑ جائے ضَیَاعًا اَوْ کَلًّا فَاِلَیَّ. وَ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ جو کوئی مال چھوڑ جائے تو اُس کے وارثوں کا وہ ہے اَور اگر کوئی آدمی مقروض بے روزگار مرجائے بچے اُس کے ایسے ہوں کہ اُن کا کوئی سہارا نہ ہو فَاِلَیَّ [1] تو وہ میرے ذمّہ ہے۔

''خُمس'' حاجت مندوں میں تقسیم ہوجاتا، اَزواجِ مطہراتؓ بھی سب خرچ کردیتی تھیں :

خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے کیا آپ کا جو خُمس آتا تھا مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصّہ تو وہ اِسی طرح سے خرچ ہوجاتا تھا گھر میں تو کوئی چیز رہتی نہیں تھی خود بھی ایسے ہی خرچ کرتے تھے اَزواجِ مطہراتؓ بھی ایسے ہی خرچ کرتی تھیں تو یہاں اللہ تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا کہ وَلَا اُبَالِیْ . اِسی طرح سے فرمایا کہ اگر تو میرے پاس آئے اَور اتنی ہوں تیری خطائیں کہ جس سے زمین بھر جائے اَور پھر میرے پاس تو آتا ہے اَور لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا شرک نہ ہو تیرے پاس تو میں تیرے لیے اِتنی ہی زیادہ مغفرت اپنی عطا فرماؤں گا اَور نوازُوں گا۔ [2]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام پر استقامت دے، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے اَور اپنی رضا اَور رحمت سے نوازے، آمین۔ اختتامی دُعاء..............................

---

[1] بخاری شریف ج۱ ص۳۲۳ (مفہوم) [2] مشکوٰۃ شریف ص۲۰۴